الٹی گنگا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کی زندگی کیلئے کچھ رہنما اصول متعین فرما دیے جو کہ فطرت کے عین مطابق ہیں۔ لیکن بندوں نے اپنی مرضی سے ان اصولوں میں اکھاڑ پچھاڑ شروع کر دی۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ فطرت کے خلاف ہی نکلنا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں کو توڑنا یا ان کی خلاف ورزی کرنا شاید ہر ''صاحب قوت'' اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم ہر طلوع ہونے والے دن کے ساتھ مزید پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ جرأت' بہادری' اخلاق' کردار' شرم وحیاء کسی بھی زاویے سے آپ اپنے آپ کو یا اپنے اردگرد ماحول کو پرکھیے تو یقیناً آپ یہ محسوس کریں گے کہ ہم پرسوں کی بہ نسبت کل اور کل کی نسبت آج زیادہ تنزلی کا شکار ہیں اور یہ سفر ایک چوکیدار سے لے کر صدر مملکت تک جاری وساری ہے۔ ان سطور میں تفصیل کی تو گنجائش نہیں ہوتی' البتہ چند ایک مثالوں سے ہی اپنی بات کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ ''شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات'' آپ چوکیدار کو دیکھ لیجئے اس کا کام دروازے پر بیٹھ کر آنے والوں کی رہنمائی کرنا اور اپنے افسر سے ملاقات کروانا ہوتا ہے' مگر وہ خود ''صاحب'' سے بڑا ''صاحب'' بنا بیٹھا ہوتا ہے۔ مجال ہے کہ کسی کو یہ تک ہی بتا دے کہ متعلقہ آدمی ''صاحب'' اس وقت دفتر میں موجود بھی ہے' یا نہیں اگر نہیں تو کب آئیں گے...... ؟ بلکہ اکثر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ''صاحب'' اندر موجود ہوتے ہیں' مگر یہ دور دراز سے آئے ہوئے لوگوں کو ٹرخائے جا رہا ہے۔ کہ صاحب میٹنگ میں ہیں۔ اور آپ ان افسروں کو ہی دیکھ لیجئے جن کیلئے قوم اپنے خون پسینے کی کمائی سے سامان تعیش مہیا کرتی ہے۔ ان کی ذمہ داری عوام کی مدد اور تعاون کرنا ہے' لیکن یہ ممکن ہی نہیں کہ ہفتہ بھر میں ایک دن بھی دلجمعی سے دفتر بیٹھ کر لوگوں کے کام نمٹا سکیں۔ پہلے تو خیر سے آنا ہی اس وقت ہوتا ہے' جب لوگوں کا انتظار کر کر کے کچومر نکل چکا ہوتا ہے۔ بعض اوقات تو اکثریت واپس جا چکی ہوتی ہے۔ پولیس کو لے لیجئے' اس کا کام قانون کی حفاظت اور اس کی حکمرانی قائم کرنا ہے۔ مگر ہمارے معاشرے میں جس قدر پولیس قانون شکن واقع ہوئی ہے' اس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی کہ قانون ہمیشہ پولیس کے اہلکاروں سے لے کر اعلیٰ افسروں تک سب کے ہاتھوں تضحیک کا نشانہ بنا ہے۔ وردیوں میں چوریاں اور ڈاکوؤں کی خبریں تو عام آنے لگی ہیں۔ قاتلوں' ڈاکوؤں' لٹیروں' رسہ گیروں اور قبضہ مافیا کو تحفظ اور پروٹوکول دینا' شریف' غریب اور بے کس لوگوں کو ناجائز مقدمات میں پھنسانا اس کا محکمانہ نشان بن چکا ہے۔ اس سلسلے میں صرف عدالت عالیہ کے جج صاحبان کے ریمارکس ہی جمع کر لیے جائیں تو ایک ضخیم دفتر تیار ہو جائے گا۔ آپ فوج پر نظر دوڑائیں تو اس کی چال بھی الٹی نظر آئے گی' جس نے ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرنا تھی' وہ خود ہی دشمن کیلئے سرحدیں کھول رہی ہے اور ''سافٹ بارڈر'' کے راگ الاپ رہی ہے۔ شاید آپ کہیں کہ یہ موقف سارے فوجی ادارے کا نہیں صرف چیف آف آرمی سٹاف کا ہے۔ تو ٹھیک ہے لیکن یہ یاد رکھیے کہ ''ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔'' آپ عدالت چلے جائیں تو وہاں بھی آپ کو ایسی صورتحال کا ہی سامنا کرنا پڑے گا' کہ جو عدلیہ دوسروں کو انصاف کی تلقین کرتی ہے اور جس کا نام بھی ''عدل'' سے ہی ماخوذ ہے' وہاں کس قدر بہیمانہ انداز میں عدل وانصاف کا خون کیا جاتا ہے اور یہ سلسلہ ماتحت عدالتوں سے لیکر اعلیٰ عدالتوں تک حصہ بقدر جثہ کے اصول کے تحت جاری ہے۔ اس ضمن میں مجھے یاد آیا گذشتہ دنوں پنجاب اسمبلی میں یہ بحث بڑے زور وشور سے جاری رہی بلکہ نوبت بعض ارکان کی معطلی تک جا پہنچی کہ مختلف جماعتوں کے ممبران اسمبلی اپنی وفاداریاں تبدیل کر کے مسلم لیگ (ق) میں شامل ہو رہے ہیں۔ ان جماعتوں کے ذمہ داران اور اسمبلی میں پارلیمانی لیڈروں کا مطالبہ ہے کہ ان بے وفا اور پارٹی کے غدار لوگوں کو اسمبلی رکنیت کیلئے نااہل قرار دیا جائے۔ اس کیلئے وہ سپیکر پنجاب اسمبلی سے مطالبہ کرتے ہیں' آپ ان ممبران کے خلاف الیکشن کمیشن کو ریفرنس بھجوائیں۔ پہلے تو جناب سپیکر نے کہا کہ آپ پارلیمانی لیڈر ہی نہیں' جب اپوزیشن نے نوٹیفکیشن دکھایا کہ ہم تو پارلیمانی لیڈر ہیں' تو سپیکر صاحب کہنے لگے یہ صرف نشستوں کیلئے تھا۔ جب مزید دباؤ بڑھا تو اب کہتے ہیں یہ نوٹیفکیشن میں نے جاری نہیں کیا' اگر یہ ثابت ہو جائے تو میں مستعفی ہو جاؤں گا۔ بلکہ انہوں نے تو فوجی گھوڑے کی مثال دے کر یہ تک کہہ دیا کہ اس شور کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ آپ غور کیجئے کہ جس شخص نے ایوان کے تقدس کو برقرار رکھنا ہوتا ہے' اگر وہ خود ہی اس کی مٹی پلید کرنے لگ جائے تو پھر اس کے تقدس کی بات کون کرے گا۔ آپ سرکاری بیانات پڑھ لیں' ان میں بھی یہ اثر پایا جائے گا کہ ہر بیان حقیقت حال کے الٹ ہوگا۔ کبھی کہتے ہیں ہم ملکی مفاد کے خلاف کوئی کام نہیں کریں گے۔ ہم ڈکٹیشن نہیں لیں گے۔ ہم نے یہ کام کسی کے کہنے پر نہیں کیا وغیرہ۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل الٹ ہوتی ہے اور وہ اپنے یا اپنے دوستوں کے بیانات سے کھل بھی جاتی ہے۔ اس کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں اور روزانہ یہ سلسلہ بغیر کسی تعطل کے جاری ہے۔ وطن عزیز میں روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے موجد اور سب سے بڑے علمبردار جنرل پرویز مشرف ہیں' لیکن ان کا اپنا کردار اس کے الٹ ہے کہ وہ روشن خیال ہونے کی بجائے ضلالت وگمراہی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور بے حیائی کے فروغ کیلئے تو انتہا پسندی سے بھی کوئی بڑا نام ہو تو اس کے مستحق ہیں۔ اس وقت میرے سامنے ۱۵ جون ۲۰۰۵ء کا ایک روزنامہ پڑا ہے' جس کے صفحہ اول پر جنرل صاحب کی ایک تصویر شائع ہوئی ہے جس میں موصوف آسٹریلیا کے دورہ کے موقع پر آسٹریلوی گورنر جنرل مائیکل جیفرے کے ساتھ کھڑے ہیں' لیکن جنرل صاحب کی بیوی آسٹریلوی گورنر کے ساتھ کھڑی ہے اور میزبان کی بیوی جنرل صاحب کے ساتھ۔ حالانکہ اگر بیگمات کا درشن ضروری تھا تو تب بھی یہ اپنے اپنے خاوندوں کے ساتھ کھڑی ہو سکتی تھیں۔ وہ لوگ تو مغربی معاشرہ کے پروردہ تھے' لیکن جنرل صاحب تو روشن خیال تھے' انہیں ہی اس بات پر غیرت آ جاتی اور یہ اپنی بیوی کو غیر مرد کے ساتھ کھڑا ہونے کی اجازت نہ دیتے' لیکن ہو سکتا ہے باقی معاملات کی طرح یہاں بھی الٹی گنگا بہہ رہی ہو اور حکم ''جنرل صاحب'' کی بجائے ''بیگم صاحبہ'' کا چلتا ہو۔

آپ غور فرمائیں ہر حکومت کا بنیادی مقصد ہوتا ہے کہ وہ اپنی عوام کو سہولیات زندگی میسر کریں۔ اسی وجہ سے قوم اپنے خون پسینے کی کمائی حکمرانوں کے اللوں تللوں کیلئے صرف کرتی ہے۔ کیا حکمران بتا سکتے ہیں کہ قوم نے جوان کیلئے عالیشان محلات' محافظوں کی فوج' ظفر موج اور گاڑیوں کے کئی بیڑوں کا جو بندوبست کیا ہے' کیا وہ اسی لئے ہے کہ تم قوم کی مشکلات میں اضافہ کرو۔ موجودہ حکومت نے یہود وہنود کو خوش کرنے کیلئے جہاں اور بہت سے اقدامات کئے وہاں ایک کارنامہ یہ بھی سرانجام دیا ہے کہ ضلع شیخوپورہ کی کوکھ سے سکھوں کے مذہبی مقام ننکانہ کو بطور ضلع جنم دیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جو مضحکہ خیز صورتحال بنی وہ یہ تھی کہ شیخوپورہ کے قریبی دیہات وشہروں کو بلا سوچے سمجھے ضلع ننکانہ میں شامل کر دیا' جس سے قوم میں اضطراب پیدا ہونا ایک فطری امر تھا کہ کجا وہ ۲۵'۳۰ کلومیٹر سفر کر کے ضلعی صدر مقام (شیخوپورہ) پہنچ جاتے تھے' اب انہیں تین چار گھنٹے کا سفر طے کرنا پڑے گا۔ پھر اس کے ساتھ ہی سانگلہ ہل اور شاہکوٹ کے لوگوں سے عجب ڈرامہ بازی ہوتی رہی کہ آج ایک شہر کو تحصیل کا درجہ دے دیا گیا وہ خوشیاں منا رہے ہیں۔ مٹھائیاں بانٹی جا رہی ہیں۔ بھنگڑے ڈالے جا رہے ہیں اور دوسرے شہروں کے لوگ احتجاج کر رہے ہیں' روڈ بلاک ہو رہے ہیں' ٹائر جلائے جا رہے ہیں' بھوک ہڑتالیں ہو رہی ہیں۔ ٹھیک تیسرے دن اعلان ہو جاتا ہے کہ پہلا نوٹیفکیشن منسوخ کر کے دوسرے شہر کو تحصیل کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ اب پہلے خوشیاں منانے والے احتجاج کر رہے ہیں اور احتجاج کرنے والے خوشیاں منا رہے ہیں۔ یہ عمل بار بار دہرایا جاتا رہا اور تقریباً ایک ڈیڑھ ماہ تک یہ سلسلہ جاری رہا' حالانکہ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ میرٹ پر فیصلہ کر کے اس پر استقامت کا مظاہرہ کیا جاتا اور پھر دور دراز کے دیہات کو ننکانہ میں شامل کر دیا گیا' جبکہ ننکانہ کے قریبی گاؤں وقصبات شیخوپورہ میں شامل رہے اور یہی مجھے عرض کرنا ہے کہ حکومت اپنی ذمہ داریوں کے بالکل الٹ اور خلاف کردار ادا کر رہی ہے۔ جس مقصد کیلئے قوم ان پر پیسہ خرچ کر رہی ہے اور ان یتیموں' مسکینوں کا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہے' وہ مقصد دور دور تک پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔ نہ قیمتوں پر کنٹرول ہے اور نہ ہی امن وامان کی بہار۔ مگر عقل' شرم' حیا اور غیرت سے عاری یہ حکمران سب اچھا کا راگ الاپ رہے ہیں' کوئی کہتا ہے حکومت نے قوم کا معیار زندگی بلند کر دیا ہے' تو کوئی غربت کے خاتمے کی نوید سناتا ہے' حتیٰ کہ ہر چھوٹے بڑے حکومتی کارندے کو ساون کے اندھے کی طرح ہر طرف ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے۔

آج دی خبر

ف۔ر۔ی